مسلمانوں کا عائلی قانون

مخالفت اور موافقت کی روشنی میں

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

-: ناشر :-

مجلس اصلاح معاشرہ

دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

نام کتاب ـــــــــــــــــ مسلمانوں کا عائلی قانون
مخالفت اور موافقت کی روشنی میں

مصنّف ـــــــــــــــــ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

صفحات ـــــــــــــــــ ۲۴

قیمت ـــــــــــــــــ ۴؍ روپے

طباعت ـــــــــــــــــ پاریکھ آفسٹ لکھنؤ

کتابت ـــــــــــــــــ حامد لبتوی

باہتمام
شاھد حسین
ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یکساں سول کوڈ اور مسلمان

یکساں سول کوڈ کا حوالہ دے کر مسلمانوں کے پرسنل لاء میں تبدیلی کو موضوع بحث بنایا جاتا رہا ہے، اور یہ سمجھایا جاتا رہا ہے اور پبلک کو بھی باور کرایا جاتا رہا ہے کہ مسلمانوں کا پرسنل لاء بہت ظالمانہ اور فرسودہ ہے، اور یہ زمانہ کے ساتھ نہیں چلتا۔ اس بات کی وضاحت ہے قبل کہ مسلمانوں کا پرسنل لا زمانہ کی ضرورت کے خلاف نہیں ہے۔ یہ توجہ دلانا ضروری ہے کہ خود ملک کے اکثریتی فرقے کے مختلف طبقوں کے اندر متضاد سماجی قوانین رائج ہیں۔ اور ان طبقوں کو ان پر اصرار ہے۔ اور دستور میں ان کی ضمانتیں بھی دیدی گئیں ہیں۔ ان کو کوئی نہیں کہتا کہ وہ فرسودہ ہیں اور وہ ایک دوسرے سے مختلف و متضاد ہیں۔ جب آواز آتی ہے تو مسلمانوں کے حوالہ سے آتی ہے۔ حالانکہ ان کا سماجی ضابطہ اور پرسنل لاء بڑا جامع اور سماجی الجھنوں کو دور کرنے والا ہے اور زندگی کی دشواریوں کا حل رکھتا ہے۔ مخالف اسلام دانشور حضرات غیر جانبدارانہ غور نہیں کرتے۔

www.abulhasanalinadwi.org

چند سال قبل مطلقہ کے مسئلہ کو لے کر بات چلائی گئی تھی، دراصل مسلمانوں کے پرسنل لاء کی گردن پر تلوار چلادی گئی تھی۔ لیکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی رہنمائی میں مسلمانوں کے جذبات و خیالات جب سامنے آئے تو بالآخر مسلمانوں کی شریعت کے تبدیلی سے محفوظ رہنے کو تسلیم کرلیا گیا۔

اور اب آواز دوسرا نکاح کرنے کے عنوان سے اٹھائی جارہی ہے یہ بار بار کے تجربے، مسلمانوں کے حق میں بے انصافی اوران کے جمہوری اور سیکولر حقوق کو نظر انداز کرنے کے ہیں۔ حالانکہ وہ اس ملک کی آبادی میں ۲۰، ۲۵ فیصد ہیں ان کے خلاف ہندوستانی دستور میں ان کے مذہبی حق کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے، اس کو نظر انداز کرکے بار بار نئی باتیں کیوں کی جاتی ہیں۔؟

مسلم پرسنل لاء کے جو مسئلے خاص طور پر زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ ان میں نکاح، طلاق، اسلامی وراثت اور تعدد ازدواج نمایاں ہیں اور ان میں طلاق اور تعداد ازدواج سرفہرست ہیں۔ جہاں تک طلاق کا تعلق ہے شریعت اسلامی میں اس کو اضطراری صورت حال میں حل کے طور پر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں فرمادیا گیا ہے کہ جائز باتوں میں سب سے بُری بات طلاق ہے، یہ حل ایسے موقع کے لیے ہے جب شوہر

www.abulhasanalinadwi.org

بیوی کا آپس میں ساتھ رہنا ناقابل برداشت ہوجائے اس صورت میں بیوی کی گلو خلاصی بہتر ہے، یا جذبات، اختلاف و نفرت سے مجبور ہو کر اس کا گلا دبا دینا، آگ لگا دینا بہتر ہے ؟ اس کا فیصلہ ہر سمجھدار ہی کرے گا کہ علاحدگی کر دینا بہتر ہے، اس کے لیے شریعت اسلامی میں مرد کو علاحدگی کا فیصلہ خود کر دینے کا حق دیا گیا ہے، جو لفظ "طلاق" جس کے معنی چھوڑ دینے کے ہیں، کے استعمال سے ہوتا ہے۔ اور بیوی کے لیے قاضی کے یہاں شکایت کر کے علاحدگی کر وانے سے عمل میں آتا ہے جس کو خلع کہتے ہیں۔

اس ضمن میں ایک بات نکاح کے سلسلہ میں یہ بھی سمجھ لینے کی ہے کہ ہندو مذہب اور مسلمان مذہب میں نکاح کی حیثیت بہت مختلف ہے ہندو مذہب میں نکاح کے ذریعہ شوہر بیوی میں ایسا جوڑ طے کر دیا جاتا ہے جو کسی حالت میں بھی نہیں ٹوٹتا، حتیٰ کہ شوہر کے مرنے پر بھی یہ تعلق نہیں ٹوٹتا۔ ایسے میں ان کے یہاں طلاق نہ ہو تو تعجب نہیں، لیکن مسلمانوں کے مذہب میں نکاح ایک باقاعدہ اور ٹھوس معاہدہ اور پیکٹ ہے جو بعد میں آپس کا جوڑ نہ رہنے اور ایک دوسرے کو برداشت نہ کر سکنے کی صورت میں ختم کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ پیکٹ کرنے اور پیکٹ ختم کرنے کے لیے مضبوط ضابطے مقرر ہیں، طلاق ہو جانے کے بعد اسلام میں بیوی بیوی نہیں رہتی ۔ اسی لیے اس کے نان نفقہ کا بھی سوال نہیں اٹھتا۔ ہاں متاع

www.abulhasanalinadwi.org

کا حق ہے۔ یعنی رخصت کرتے وقت اکرامیہ یعنی خوشدلی پیدا کرنے کے لیے کچھ دے کر رخصت کرنا۔ طلاق یا خلع کے بعد بیوی شادی سے قبل کی حالت پر لوٹ جاتی ہے، اور وہ دوبارہ اپنے میکے کی فرد بن جاتی ہے۔ اس لیے طلاق مسلمان معاشرہ میں کوئی مصیبت کی بات نہیں ہے۔ البتہ اسلام میں ہر طرح تاکید ہے کہ طلاق مجبوری پر دی جائے اور تین مہینے کے اندر سوچ سوچ کر دی جائے۔

دوسرا مسئلہ تعدد ازدواج یعنی کئی بیوی رکھنے کا ہے تو اولاً جائزہ لیا جائے تو اس طرح یہ مسلمانوں سے زیادہ دیگر قوموں میں ملے گا۔ ہندو معاشرہ میں یہ زیادہ ہے، مسلمانوں کے یہاں یوں بھی کم ہے۔ کہ اس کو اسلام نے ضرورت اور مشکلات کا حل بتایا ہے۔ جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو اس لائق نہ پائے کہ اس کی توقعات پورا کرتی ہو اور اس سے اس کا جوڑ نہ بنتا ہو اور طلاق دینے میں بیوی کا نقصان ہو یا شریفانہ وضعداری کے خلاف معلوم ہوتا ہو تو اس کو باقی رکھتے ہوئے شوہر کو دوسری بیوی لانے کا حق دیا گیا ہے۔ لیکن دونوں کے حق کو یکساں ادا کرنے کی شرط رکھ دی گئی ہے۔ اس طرح بعض وقت ملک میں مردوں کی قلت ہو جاتی ہے جیسا کہ جنگ عظیم کے بعد یورپ میں ہوا۔ عورتیں بڑھ جاتی ہیں ایسے حالات کا حل بھی تعدد ازدواج ہے ورنہ پھر کرپشن سے بچا نہیں جا سکتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

سماجی زندگی میں جو مشکلات پیش آتی ہیں ان کے لیے اگر شریفانہ حل نہ رکھا جائے تو انسانی کمزوری غیر شریفانہ حل تلاش کرتی ہے اور اس کے نتیجہ میں جنسی بے راہ روی اور ظلم حتی کہ قتل کے واقعات رونما ہوتے ہیں جس کی مثالیں اب کثرت سے سامنے آرہی ہیں، بیوی کو زندہ جلا دینے کے واقعات حیرت انگیز تعداد میں پیش آرہے ہیں کیونکہ شوہر بیوی سے مطمئن نہ ہونے پر جب طلاق نہیں دیتا تو جلا دیتا ہے کبھی تعلقات خراب ہوجانے پر اور کبھی جہیز اور جوڑے گھوڑے نہ لانے پر جس کو اسلام میں منع کیا گیا ہے اسلام میں نکاح کا بوجھ اصلاً مرد پر ڈالا گیا ہے اس کو مہر دینا پڑتا ہے یعنی ایک وقیع رقم بیوی کو پیش کرنا ہوتی ہے، بیوی پر اسلام نے کچھ لانے کی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے، جو لوگ اس کے خلاف کرتے ہیں وہ شریعت اسلامی پر عمل کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں، اس میں اسلام کا قصور نہیں ہے، اسلامی شریعت کو اگر مسلم دشمنی کے اثر سے ہٹ کر اور غیر جانبدارانہ نظر سے دیکھا جائے تو اس میں ایسی مشکلات کے شریفانہ حل رکھے گئے ہیں، بجائے اس کے کہ اس کو بڑھاوا دیا جائے اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے ان پر پابندی لگانے کی بات کرنا حالات کو خرابی کی طرف لے جانے کے مرادف ہے۔

اور جہاں تک اسلامی شریعت کی اہمیت کی بات ہے تو وہ مسلمانوں کے لیے ویسی ہی لازم اور ضروری ہے جیسے ان کا عقیدہ، شریعت میں تبدیلی

www.abulhasanalinadwi.org

کرنے یا تبدیلی کو صحیح سمجھنے کے بعد مسلمان مسلمان نہیں رہتا، اس طرح شریعت کی تبدیلی مسلمان کے لیے گویا مذہب کی تبدیلی ہے، اس لیے مسلمانوں نے ہمیشہ اپنی شریعت کی حفاظت کے لیے پورے پورے عزم و ہمت کا ثبوت دیا ہے جیسا کہ مطلقہ کے نان نفقہ کے مسئلہ میں پیش آیا اور مسلمانوں نے متحد ہو کر اس کے خلاف آواز اٹھائی اور پارلیمنٹ کے ارکان کو سمجھایا، وزیر اعظم نے اہمیت کو تسلیم کر کے قانون بنا کر مسلمانوں کو مستثنیٰ کیا، یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی شریعت کا ماننا ویسا ہی ضروری ہے جیسا اپنے مذہب کو ماننا، شریعت میں تبدیلی کو تسلیم کرنا مذہب کو تبدیل کر لینے کی طرح کا عمل قرار پاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو پوری صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اللہ کے رسول کے دیئے ہوئے احکام کی پیروی کریں اور جن باتوں سے انھوں نے منع کیا ہے اس سے باز رہیں:۔

" مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا "

اور ایک دوسری آیت میں وضاحت کی گئی ہے کہ:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ الخ "

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں۔ اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے

www.abulhasanalinadwi.org

دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔" (نساء آیت ۶۵)

قرآن مجید ہی میں ایک جگہ اس بات کی بھی صراحت کردی گئی جس کو نبی کریمؐ کی حیات طیبہ کے اختتام کے قریب نازل کیا گیا کہ اب دین (یعنی مذہبی احکام) کی تکمیل کردی گئی ہے یعنی جو احکام آچکے اب اس میں تغیر نہیں ہوگا، فرمایا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الاسلَامَ دِیْنًا۔" یعنی آج میں نے تم پر دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو یعنی اسلامی احکام و شریعت کو ہی پسند کیا ہے۔

اور قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں دین یعنی مذہبی احکام اسلام کے ہی ہیں اور فرمایا کہ جو بھی اسلام یعنی اس کے احکام سے ہٹ کر دوسرا احکام طلب کرے گا تو خدا کے یہاں اس کی یہ بات قبول نہیں کی جائے گی، فرمایا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔" اور وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ۔"

پھر اس سے بڑھ کر یہاں تک ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو بعض وقت میرے پاس دو فریق اپنا قضیہ لاتے ہیں، بعض وقت ایک فریق زیادہ چرب زبان اور دلائل کو عمدہ طریقہ سے پیش کرنے والا ہوتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے دوسرا اس معاملہ میں کمزور پڑتا ہے ایسی صورت میں دلائل کو اچھے طریقے سے پیش کرنے والے کی بات کو ہو سکتا ہے صحیح سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ دے دوں تو سن لو کہ میرے فیصلہ سے اس کا حق نہیں بن جائے گا وہ اگر اس سے فائدہ اٹھائے گا تو گویا آگ کے انگارے لے رہا ہے۔ چنانچہ اسلام میں شریعت کے احکام کی پابندی کی اس طرح تاکید کی گئی ہے اور اس کو اسلام کے لیے بنیادی قرار دیا گیا یہ احکام قرآن مجید میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں میں اور فیصلوں میں ملتے ہیں ان کو ماننا مسلمان ہونا ہے اور ان کا انکار کرنا یا بدل دینا اپنے کو اسلام سے خارج کر دینا ہے اس لیے مسلمانوں کو اپنی شریعت اسلامی کو قائم رکھنے اور تبدیلی نہ ہونے دینے پر اصرار ہے کیونکہ یہ مسئلہ ان کے مسلمان رہنے نہ رہنے کا بن جاتا ہے۔

ہندوستان کا دستور ہندوستانی عوام کا دستور ہے ان میں ہندو بھی ہیں مسلمان بھی ہیں، سکھ بھی ہیں عیسائی بھی ہیں، جینی بھی ہیں، بدھسٹ بھی ہیں۔ دستور میں اپنے مذہب کے مطابق زندگی گذارنے کا حق سب کا تسلیم کیا گیا ہے اور یونی فارم سیول کوڈ کی ضرورت بھی بتائی گئی ہے لیکن سب کے مذہبی حق کو بھی تسلیم کیا گیا ہے، لہذا یونی فارم سیول کوڈ اس حق کو ختم کر کے نہیں ہو سکتا۔ اس کا لحاظ کر کے ہو سکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بیجنگ کی خواتین کانفرنس

عورت کی صحت کے نام پر دھوکہ

اس وقت یورپ اسلام کو مطعون کرنے پر تلا ہوا ہے حالانکہ اسلام نے انسانی زندگی کے لیے جو شریعت دی ہے، وہ اتنی مرتب، جامع اور انسانی زندگی کے فطری حالات کی رعایت رکھنے والی ہے کہ دنیا میں دیگر قوموں کے پاس موجود قوانین جیسے بھی ہوں، اس کی مثال نہیں پیش کر سکتے، دیگر قوموں کو خواہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب، جو مذاہب ان کے اوّلین رہنماؤں سے ملے تھے، وہ اب اپنی اصلی اور سابقہ شکلوں میں نہیں ہیں۔ وہ یوں بھی اپنے زمانوں کے لیے اور اس وقت کے لوگوں کے اعتبار سے دیئے گئے تھے۔ لیکن اسلام ایک ابدی مذہب کے طور پر آیا اور جب سے آیا، اس وقت سے برابر محفوظ اور بلا تغیر باقی ہے۔

وہ اولاً اپنی آسمانی کتاب کے بالکل محفوظ ہونے کی وجہ سے پھر اپنے نبی کی تعلیمات کے محفوظ رہنے کی وجہ سے آج بھی اپنی اصلی حالت کے مطابق ہے، پھر اس کی مزید یہ خصوصیت ہے کہ اس پر شریعت کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "آج میں نے تمہارا مذہب مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا

کردیا۔" اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔" (المائدہ)

چنانچہ یہ مذہب انسان کی زندگی کے لیے تاحیات دستورِ حیات ہے اور اس میں انسانی فطرت کے ہر طرح کے حالات کی پوری رعایت ہے۔ اس طرح اس پر عمل انسانی اختیار سے باہر نہیں، اور اس کے فطری حالات سے سازگار بھی ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط بھی ہے، چنانچہ عبادت سے لے کر روزی کمانے تک، اخلاقی و دینی ضابطوں سے لے کر فطری اور ذاتی تقاضوں تک، خود اپنی ذات کی فکر رکھنے سے لے کر دیگر اردگرد اور اہل تعلق کے معاملات تک سب موقعوں کے لیے اس میں رہنمائی ہے۔ اس میں مرد کے لیے مرد کی ضرورت وعزت کے لحاظ سے اور عورت کے لیے عورت کی ضرورت وعزت کے لحاظ سے قاعدے اور طریقے بتائے گئے ہیں، اس طرح مرد کو عورت کی ضرورت اور اس کی عزت کے مطابق حقوق پورے کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور عورت کو مرد کی ضرورت اور اس کی عزت کا خیال رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ماں باپ کو اپنی اولاد کی ضروریات اور مصالح کی فکر کرنے اور ان کی دلداری کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اولاد کو اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مسلمانوں میں جو لوگ اسلامی احکام پر عمل نہیں کرتے اور اپنی زندگیوں میں ان کا اظہار نہیں کرتے، اسلام کو سمجھنے میں وہ معیار نہیں ہو سکتے، اسلام کو اس کی شریعت پر عمل کرنے والوں کو دیکھنے سے ہی سمجھا جا سکتا ہے یا اس کی کتابوں

www.abulhasanalinadwi.org

میں دیکھا جائے، لیکن افسوس یہ ہے کہ دوسری قوموں کے لوگ اپنی نظر بڑھا کر اسلامی احکام کو ٹھیک سے نہیں دیکھتے اور ان کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، لہٰذا ان کو غلط فہمی ہوتی ہے اور ان کے ماحول میں زندگی کے جو طریقے ہیں وہ انہی کو مسلمانوں کے بھی طریقے سمجھ کر تنقید و تبصرہ کرنے لگتے ہیں اور مشورہ دیتے دیتے ایسا مشورہ دینے لگتے ہیں کہ جو نہ صرف یہ کہ اسلامی تعلیمات کے بالکل خلاف ہوتا ہے بلکہ انسان کی فطری ضرورت اور اس کی اشرف المخلوقات ہونے کی عزّت کے بھی خلاف ہوتا ہے۔

یہ بات سمجھنے کے لیے کہ اسلام میں بنی نوع انسان کی فطری ضرورت اور اس کے فطری مزاج کا لحاظ رکھتے ہوئے حقوق طے کئے گئے ہیں۔ آپ بطور مثال عورت ہی کو لیجئے، چونکہ وہ مرد کے مقابلہ میں کمزور ہے اس لیے اسلام میں اس کی حفاظت، راحت اور اس کی عزّت کے لیے مرد سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے اور چونکہ عام طور پر مختلف سوسائٹیوں میں لڑکی کی پیدائش پر خوشی نہیں محسوس کی جاتی تھی بلکہ بعض موقعوں پر اس کے پالنے سے بچنے کے لیے اس کو ختم کر دیا جاتا تھا اس لیے اسلام میں بچوّں کے مقابلہ میں بچیوں کی پرورش کی فکر و اہتمام کرنے پر زیادہ ثواب بتایا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جو دو بچیوں کی پرورش کرے گا، جنّت میں، میں اور وہ اتنے قریب ہوں گے، اور آپؐ نے یہ قریب ہونا اپنی کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی اٹھا کر دکھاتے ہوئے بتایا، جب کہ یہ بات آپ نے بچوّں کے لیے نہیں بتائی۔ پھر یہ بچیاں

www.abulhasanalinadwi.org

بڑی ہونے پر جب شادی کی عمر تک پہنچ جائیں تو ان کی شادی کے سلسلہ میں ان پر اسلام میں کسی طرح کا بوجھ نہیں ڈالا گیا، چنانچہ ان کو یا ان کے ماں باپ کو جہیز میں کچھ دینا نہیں بتایا ہے اور نہ شوہر کو راضی کرنے یا خوش کرنے کے لیے کوئی خرچہ کرنا بتایا ہے، آپ نے جو بتایا ہے اس سے وہ بغیر کسی خرچہ کے مرد کی زوجیت میں داخل ہوتی ہے، بالغ ہونے پر شوہر کے انتخاب میں اسکی منظوری لینا لازم رکھا گیا ہے، اگر کسی شادی کے لائق لڑکی کی شادی کسی ایسے مرد کے ساتھ کی گئی جس کو اس نے منظور نہیں کیا تو وہ شادی اسلام میں صحیح نہیں مانی جاتی، وہ شوہر کے یہاں اپنی جو چیزیں لے کر جاتی ہے اور جن جائداد یا اشیاء کی مالک ہوتی ہے وہ شادی کے بعد بھی ان کی بدستور مالک رہتی ہے، شوہر اس کے مال و سامان پر کوئی اختیار نہیں ہوتا، اس کے برخلاف مرد پر ہی سب خرچہ کی ذمہ داری ہوتی ہے، شوہر شادی کرنے کا نذرانہ بصورت مہر اتنی رقم کی صورت میں دینے کا ذمہ دار بنایا گیا ہے، جو دونوں فریقوں میں طے ہو جائے یہ طے کیے بغیر شادی اسلام میں صحیح نہیں مانی جاتی، پھر شادی کے بعد شوہر کے ذمہ بیوی کو اسی معیار سے رکھنا ضروری قرار دیا گیا، جس معیار سے وہ خود رہتا ہے اور جب اولاد ہو جائے تو اولاد کی دیکھ ریکھ کے اخراجات سب مرد کے ذمہ رکھے گئے ہیں، بیوی کے ذمہ صرف گھر کے اندر کے انتظام کی ذمہ داری اپنے چھوٹے بچوں کی بچیوں کی فکر کرنے اور اپنے شوہر کے لیے ایک مونس اور معاون کی حیثیت سے آرام پہونچانے کی ہوتی ہے، اس سب کے اور گھر کے انتظام

www.abulhasanalinadwi.org

کے سلسلہ میں تمام مصارف شوہر کے ہی ذمہ ہوتے ہیں۔ مرد اگر کسی ناگزیر وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر اپنے کو مجبور پائے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ دے سکتا ہے لیکن اس کے ذمہ اس کی بیوی کے جو مالی حقوق باقی ہوں گے وہ سب ادا کرنا ہوگا اور اگر بچے بچیاں ہیں تو بچوں بچیوں کی پرورش ماں کے ذمہ ہے لیکن اس کے مصارف شوہر کے ذمہ رکھے گئے ہیں اور اگر بچہ پیٹ میں ہے تو ولادت تک باوجود طلاق کے عورت کے مصارف شوہر کے ذمہ ہی رکھے گئے ہیں، طلاق دینے پر عدت ہے تاکہ اگر پیٹ میں بچہ ہے تو اس کی تحقیق ہو جائے، لیکن عدت کے دوران خرچہ شوہر کے ذمہ ہے، ظاہر ہے کہ شادی سے لے کر طلاق تک اتنے سارے خرچوں اور مالی بوجھ کے بعد مرد کے لیے طلاق دینا سخت مشکل کی بات اور نقصان دہ بن جاتی ہے، اس کے برعکس عورت کے لیے یہ نقصان کی بات نہیں ثابت ہوتی ہے کیونکہ طلاق و عدت کے بعد وہ دوسرے مرد سے بآسانی اور بغیر کسی خرچہ کے شادی کر سکتی ہے۔ اور اس نئی شادی سے اس کو از سر نو وہ سارے فائدے حاصل ہو جاتے ہیں جو پہلی شادی سے حاصل ہوئے تھے، پھر مہر کی رقم ملے گی پھر شوہر سے اس کو خرچہ وغیرہ کے مصارف ملنا شروع ہو جائیں گے اور دوسری شادی میں بھی اس کا کوئی صرفہ نہیں ہوگا جیسا کہ پہلی شادی میں بھی نہیں ہوا تھا، ان سب باتوں کے بعد یہ کہنا کہ اسلام میں طلاق بہت دی جاتی ہے، غلط پروپیگنڈہ ہے۔ طلاق دینے سے مرد پر جو زحمتیں اور مالی خسارہ ہوتا ہے اس کو کوئی سمجھدار

www.abulhasanalinadwi.org

شوہر آسانی سے کہاں جھیل سکتا ہے، طلاق آسانی سے وہی لوگ دیتے ہیں جو شریعت کے مطابق شادی نہیں کرتے اور نہ ہی شریعت کے مطابق عمل کرتے ہیں یا وہ شادی کے سبب ایسی کسی پریشانی میں پڑے ہوتے ہیں کہ وہ اس سے نجات پانے کے لیے ہر طرح کی زحمت برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

اسلام کا طریقہ اختیار کرنے میں عورت کو کوئی زحمت نہیں ہوتی، اس پر کوئی ظلم نہیں ہوتا ظلم تو اس وقت ہوتا ہے جب اسلام کے قاعدے کے خلاف شادی کی گئی ہو، ظلم تو وہاں ہوتا ہے جہاں شادی میں بڑا صرفہ کیا ہو، اور طلاق کے بعد وہ سب سے محروم ہو جائے، اس کا کوئی سہارا نہ ہو جیسا کہ دوسروں کی سوسائٹی میں ہوتا ہے کہ لڑکی کی شادی پر بہت خرچ کرنا پڑتا ہے اور شوہر کے مرنے یا طلاق دینے پر وہ بے سہارا ہو جاتی ہے اور سارا وہ صرفہ جو اس نے کیا تھا وہ بےکار ہو جاتا ہے۔ اسلام میں عورت اپنے سارے مال و متاع کی مالک اسی طرح رہتی ہے جیسے وہ شادی سے قبل تھی، اس کا مال اسی کا رہتا ہے، پھر مزید یہ کہ وہ اپنے ماں باپ کے مرنے پر ان کے مال کی وراثت میں حصہ بھی پاتی ہے اور بعض موقعوں پر وہ اپنے بھائی بہنوں کے مرنے پر ان کے مال میں بھی وراثت کا حق پاتی ہے، وہ شوہر کے مرنے یا طلاق دینے پر اپنے ماں باپ کے پاس عزت کے ساتھ واپس آجاتی ہے، ماں باپ نہ ہوں تو اس کے بھائی اس کی فکر کرتے اور ذمہ داری اٹھاتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، وہ طلاق کے بعد حتیٰ کہ شوہر کے مرنے کے بعد بھی شوہر کے گھر میں رہنے پر مجبور نہیں ہوتی اور نہ مادی سہارے کے لیے آوارگی کا سہارا لیتی ہے۔ لیکن اسلام پر عمل نہ کرنے والوں میں طلاق کے بعد عورت کی وہ عزت اور حیثیت باقی نہیں رہتی جو اس کو پہلے حاصل تھی، وہاں عورت کمتری کا شکار بنتی ہے اور اس کے حقوق اور حیثیت کو کوئی مقام حاصل نہیں ہوتا، یورپ میں تو عورت کی آبرو و عزت کھلونا بنی ہوئی ہے، اس سے فائدہ ہر طرح کا اٹھایا جاتا ہے لیکن اس کے جسم کی کمزوری اور اس کی عفت و آبرو کو تحفظ نہیں دیا جاتا، مشکل اور محنت کے کاموں میں مرد ہی کی طرح لگایا جاتا ہے جبکہ اسلام میں اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ قہرمانہ نہیں ہے بلکہ ریحانہ ہے یعنی سخت کوشی کے لیے نہیں ہے وہ تو پھول ہے، لہٰذا تلقین کی گئی ہے کہ اس کی نزاکت اور کمزوری کا خیال رکھتے ہوئے، اس پر بوجھ ڈالا جائے، ایک بار اونٹ کو لے کر چلنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذرا احتیاط سے اونٹ اٹھاؤ بٹھاؤ، اس میں بیٹھنے والے شیشے کی طرح نازک ہیں، عورت کی نزاکتِ جسم کا لحاظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی فطرت کے مطابق اس کو کام کا موقع بھی دیا گیا ہے، مریضوں کی تیمار داری خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار عورتوں کے سپرد کی، اس کو گھر میں بالکل قید نہیں کیا گیا ہے، صرف یہ کہا گیا ہے کہ بے ضرورت گھر سے نہ نکلیں اور جب نکلیں اپنے جسم کو بری نظروں سے بچانے کے لیے حجاب کے ساتھ نکلیں، یہ اسلام کا طریقہ جس میں عورت کو جتنی عزت

www.abulhasanalinadwi.org

حاصل ہے کسی اور جگہ نہیں ہے۔ اس کے برعکس یورپ میں عورت کی آزادی اور عزت کا نام تو بہت لیا جاتا ہے لیکن اس کو ایسی صورتِ حال میں رکھا جاتا ہے کہ وہ خطرات میں گھری رہتی ہے، آزادی کے نام پر کسی بھی عورت کو خراب کرکے مرد اس سے بے تعلق بن جاتا ہے اور اس کو اس کی پریشانی میں چھوڑ جاتا ہے، اس سے محنت کے کام مردوں کی طرح لیے جاتے ہیں اور اس کو اس کی کمزوری کا حق نہیں دیا جاتا، اس کے حسن کی نمائش کرکے اس کو فتنہ میں ڈالا جاتا ہے اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ پروپیگنڈہ سے اور خوبصورت الفاظ کے ساتھ یورپ میں عورت سے ہمدردی جتائی جاتی ہے اور دلکش الفاظ کے ذریعہ اس کو آسمان پر چڑھایا جاتا ہے اور اسلام کو اُلٹا الزام دیا جاتا ہے کہ اس میں عورت کے ساتھ بڑا ظلم ہے، ذرا عورت کی مظلومیت کے صرف اعداد و شمار دیکھ لیے جائیں کہ یورپ کی سوسائٹی میں کیا ہیں اور مسلم سوسائٹی میں کیا ہیں اور اسلام کی تعلیمات کا ذرا مطالعہ ہی کرلیا جائے تو حقیقت واضح ہوجائے گی۔

یورپ میں انقلاب فرانس کے بعد چونکہ مذہب کو عام زندگی میں قبول کرنے سے دست برداری اختیار کرلی گئی ہے اس لیے وہاں کی زندگی مذہب کی دی ہوئی قدروں اور ضابطوں سے آزاد ہو چکی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ آزادی کا جو نظریہ یورپ نے اپنایا ہے۔ اس میں ہر فرد کو اپنی انفرادی زندگی میں ہر طرح کی آزادی کا حق دیا گیا ہے، چنانچہ انفرادی آزادی کا جو

www.abulhasanalinadwi.org

مطلب یورپ میں رائج ہوتا چلا گیا ہے اس میں کسی ایک فرد کو کسی دوسرے فرد پر اپنی رائے چلانے کا بالکل حق نہیں ہے خواہ ایک طرف بڑی عمر کا اور تجربہ کار ہو اور دوسری طرف کم عمر اور ناپختہ شخص ہو اور خواہ باپ بیٹے کا معاملہ ہو یا ماں بیٹی کا معاملہ ہو، وہاں تو فون کا ایک نمبر بھی رکھا گیا ہے جو تمام لڑکوں اور لڑکیوں کو بتا دیا جاتا ہے کہ کسی وقت اگر باپ یا ماں سختی کرے تو لڑکا یا لڑکی اس نمبر پر پولیس کو باخبر کر دے، اس بات پر پولیس بلا تاخیر پہونچ کر ماں یا باپ کو سختی کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے لے جاتی ہے اور عدالت سے سزا دلواتی ہے، وہاں جب باپ ماں کو اپنی اولاد پر اپنی رائے چلانے کا حق حاصل نہیں ہے تو بھائی کو بھائی پر، پڑوسی کو پڑوسی پر، دوست کو دوست پر اپنی رائے چلانے کا کیا حق حاصل ہو سکتا ہے۔ لہذا انفرادی طور پر جس کا جو جی چاہے کرے کون روک سکتا ہے، چنانچہ لڑکے اور لڑکیاں آپس میں جس طرح چاہیں، روابط قائم کرتے ہیں، دوستی کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو خراب کر کے علاحدہ ہو جاتے ہیں یا شادی کرتے ہیں تو اس میں بھی خود غرضی کارفرما رہتی ہے۔ کسی کو بولنے کا حق نہیں ہوتا۔ عموماً شادی سے قبل ہی شادی کے فائدے حاصل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں اولاد کا مسئلہ کھڑا ہو جائے تو بچہ والی کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرے، اس کے طریقے مقرر ہیں اور اگر چھٹکارا حاصل نہ کر سکے تو حکومت کی مدد سے اپنے بچہ کو پروان چڑھا سکتی ہے اور بے باپ کے

www.abulhasanalinadwi.org

بچہ کی ماں کی حیثیت سے اس کا بوجھ اٹھا سکتی ہے اور جو اس کا سبب بنا اور جو باپ بن سکتا تھا وہ اس زحمت کے معلوم ہوتے ہی اپنا دامن جھٹک کر الگ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ امریکہ کی جو تازہ رپورٹ ہے اس میں ان بچوں کی تعداد جن کے باپوں کا علم نہیں، کل موجودہ بچوں کی تعداد کا پچاس فیصد ہو چکا ہے اور یہی تقریباً سارے یورپ کا حال ہے اس لیے اب یورپ و امریکہ میں خانہ ولدیت میں باپ کے بجائے ماں کا نام لکھنے کا رواج ہو گیا ہے۔

وہاں ہر فرد کو آزادی کا جو حق دیا گیا ہے وہ ان حالات کو روکنے سے مانع ہے لہٰذا قانوناً بھی اس صورت حال کو قابل قبول قرار دیدیا گیا ہے، اور اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضروری سہولتوں کا نظم کیا گیا ہے، لہٰذا ناجائز حمل کو برا نہیں سمجھا جاتا اور اس کے لائق سہولت دی جاتی ہے، کوئی اس کا ضائع کرنا چاہے تو ضائع کروالے، اس کے لیے اس کا انتظام ہوتا ہے، اور متعدد ملکوں میں یہاں تک سہولت دیدی گئی ہے کہ مرد کو مرد سے شادی جیسا تعلق قائم کرنے کا حق ہے تاکہ اولاد کا قصہ ہی نہ رہے، اور کئی ملکوں میں قانوناً اس کو جائز اور انسان کا حق تسلیم کر لیا گیا ہے، پھر یورپ نے مزید ایک قدم یہ اٹھایا کہ جن ملکوں میں عورت مرد کی یہ آزادیاں نہیں ہیں، وہاں بھی اس کا رواج ڈالا جائے تاکہ آزادی اور جی چاہی زندگی جو ایک جگہ ہے سب جگہ ہو جائے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ انسان جیسے اشرف المخلوقات سے کہا جائے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ تم شریفانہ ضابطے کے مطابق مرد و عورت کا رشتۂ زوجیت اختیار کرکے آپس میں خلا ملا قائم کرنے کے بجائے کتیا کتے کی طرح من مانے طریقے سے اپنا کام کرو، بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر یہ کہا جائے کہ اس کی بھی اجازت دی جائے کہ مرد مرد سے اپنی ضرورت پوری کرے، اور عورت عورت سے اپنی ضرورت پوری کرے جو کتیا و کتے میں بھی نہیں ہوتا، اور اس کی دلیل یہ دی جائے کہ مرد و عورت کو اگر پورا اختیار اور من مانی کی اجازت نہ دی جائے گی تو ان کی صحت پر برا اثر پڑے گا، ان کو اپنا جی دبانا پڑے گا اور جی دبانے سے صحت پر برا اثر پڑ سکتا ہے۔

صحت کا عذر بیان کرکے کھلے فسق و فجور اور لواطت کو قانون کی حمایت دے کر اجازت دلوانے کی بات، میں یہاں طنزاً نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ متحدہ اقوام کے تحت بیجنگ میں کی جانے والی چوتھی عورتوں کی بین الاقوامی کانفرنس میں دی جانے والی اوّلین دلیل ہے جو بانگِ دہل دی گئی ہے اور اسی کے نام پر فسق و فجور اور لواطت کے جواز کا قانون بنانے پر زور دیا گیا ہے اور مذہب، اخلاق اور تسلیم شدہ انسانی قدروں کو نظر انداز کر دینے پر اصرار کیا گیا ہے، یہ کانفرنس اقوام متحدہ کی انجمن کی طرف سے کی گئی ہیں، گذشتہ تین کانفرنسوں میں کامیابی نہیں ہوئی لہٰذا اب چوتھی کانفرنس میں پھر یہ کوشش کی گئی ہے، اس کانفرنس کے پاس کردہ ضوابط کو تمام دنیا کے ملکوں پر عائد کرنا طے کیا گیا ہے اور جو ملک عمل نہ کرے تو اس کی معاشی امداد بند کر دینے

www.abulhasanalinadwi.org

کی اور مختلف طریقوں سے اس پر عمل کرنے پر مجبور کرنے کی تدبیریں طے کی گئی ہیں۔ یہ کانفرنس دنیا کے ۱۸۵ ملکوں سے دسیوں ہزار عورتوں کو ان ملکوں کی نمائندہ کی حیثیت سے جمع کر کے منعقد کی گئی ہے اور عورت کی آزادی اور صحت کے نام سے ہر طرح کی بے راہ روی اور قدروں اور مذہب کی اخلاقی ہدایات سے گلو خلاصی طلب کرنے کی بات خود ان عورتوں سے کہلوائی گئی ہے۔ یہ وہ بات ہے جس سے اخلاقی قدریں تو بڑی بات ہے مذہب کی پابندی سے بھی گلو خلاصی کا بہانہ بڑے ماہرانہ طریقہ سے اختیار کیا گیا ہے اور یہ سب امریکہ کی سرپرستی میں متحدہ اقوام کی طرف سے کی جانے والی کوششیں ہیں جن کی کامیابی کا مطلب یہ ہے کہ انسان انسان نہ رہے، ذلیل جانور بن جائے۔ یہ درحقیقت ساری انسانیت کو بگاڑ کے غار میں پہنچانے کا یہودی منصوبہ کا جزء ہے جس کو گذشتہ صدی سے نافذ کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ناکام کرے۔ آمین

www.abulhasanalinadwi.org